غیر اللہ (والدین، بیوی، بچوں وغیرہ) کی قسم کھانے کا حکم

دار الافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)
Darul Ifta AhleSunnat

ریفرنس نمبر: Pin-6863
تاریخ 09-12-2021

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ آج کل کچھ لوگ کئی معاملات میں اس طرح کی قسم کھاتے ہیں کہ مجھے اپنے دودھ پیتے بچے کی قسم، اپنے فوت شدہ والدین کی قسم، بیوی کی قسم، شوہر کی قسم وغیرہ۔ اس طرح قسم کھانے کا حکم اور کفارہ کیا ہے؟ اگر یوں کہا جائے کہ یہ غیر اللہ کی قسم ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے، تو اس بارے میں میرے چند سوالات ہیں:

(1) قرآن پاک میں پارہ 30، سورہ الشمس کی ابتدائی آیات ﴿وَ الشَّمْسِ وَ ضُحٰىهَا وَ الْقَمَرِ اِذَا تَلٰىهَا وَ النَّهَارِ اِذَا جَلّٰىهَا وَ الَّیْلِ اِذَا یَغْشٰىهَا وَ السَّمَآءِ وَ مَا بَنٰىهَا وَ الْاَرْضِ وَ مَا طَحٰىهَا وَ نَفْسٍ وَّ مَا سَوّٰىهَا﴾ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے خود سورج، چاند، دن، رات، آسمان، زمین اور جان کی قسم ارشاد فرمائی ہے اور اس کے علاوہ بھی قرآنِ کریم میں مختلف مقامات پر مختلف چیزوں کی قسم کا ذکر موجود ہے۔ تو یہاں غیر خدا کی قسم کیسے جائز ہوئی؟

(2) اگر کوئی شخص اپنی بیوی کی طلاق کو کسی کام پر معلق کرتا ہے، مثلاً اسے یوں کہتا ہے کہ "اگر تو نے فلاں کام کیا، تو تجھے طلاق" تو اسے بھی قسم ہی سے تعبیر کیا جاتا ہے، یعنی یوں کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص نے طلاق کی قسم کھائی ہوئی ہے، حالانکہ طلاق کی قسم بھی غیر خدا ہی کی قسم ہے۔ اگر والدین اور اولاد وغیرہ کی قسم ناجائز ہے، تو پھر طلاق کی قسم کے بارے میں کیا جواب ہو گا؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

اللہ پاک کے نام اور صفات کے علاوہ کسی اور ذات مثلاً: والدین، اولاد، شوہر اور بیوی وغیرہ، یونہی کسی عبادت مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج وغیرہ، اسی طرح کسی مقام مثلاً: کعبۃ اللہ، حرم پاک، روضہ انور اور مسجد وغیرہ کی قسم کھانا، ناجائز اور گناہ ہے، کیونکہ یہ غیر خدا کی قسم ہے اور اس طرح غیر خدا کی قسم کھانے کی ممانعت کئی احادیث میں موجود ہے۔ اس کی حکمت علماء نے یہ بیان فرمائی ہے کہ "بندہ جب کسی چیز کی قسم کھاتا ہے، تو قسم محلوف بہ یعنی جس کی قسم کھائی جائے، اس کی تعظیم کا تقاضا کرتی ہے اور قسم جس اعلیٰ ترین تعظیم کا تقاضا کرتی ہے، اس کی حق دار ذات صرف اور صرف اللہ پاک کی ہے، اس کے مشابہ کوئی نہیں۔"

اس سے واضح ہوا کہ سوال میں ذکر کیے گئے الفاظ کے ذریعہ قسم کھانا، ناجائز و گناہ ہے اور اس سے بچنا لازم ہے۔ اب اس میں کوئی فرق نہیں کہ ان الفاظ کے ساتھ قسم گزشتہ کسی معاملہ پر کھائی جائے، مثلاً: یوں کہا جائے کہ **"مجھے اپنے دودھ پیتے بچے یا فوت شدہ والدین کی قسم کہ فلاں کام یوں ہوا ہے"** یا آئندہ کسی قسم کے کام کے کرنے یا نہ کرنے کی کھائی جائے، مثلاً: یوں کہا جائے کہ **"مجھے بیوی**

کی قسم یا شوہر کی قسم کہ **میں فلاں کام ضرور کروں گا یا نہیں کروں گا**" بہر صورت حکم ایک ہی ہے، یعنی ناجائز و گناہ ہے۔ البتہ کفارہ بہر صورت لازم نہیں ہو گا، کہ گزشتہ کسی کام کی قسم پر تو ویسے ہی کفارہ لازم نہیں ہوتا اور آئندہ کسی کام کو کرنے یا نہ کرنے کی قسم کھا کر اسے توڑنے کی وجہ سے اگرچہ کفارہ لازم ہوتا ہے، لیکن یہاں اس طرح غیر خدا کی قسم کھالینے سے شرعاً قسم منعقد ہی نہیں ہوتی، لہذا اس کا خلاف کرنے کی صورت میں کفارہ بھی لازم نہیں ہو گا۔ البتہ مذکورہ دونوں صورتوں میں گناہ کا ارتکاب کرنے کی وجہ سے توبہ ضرور لازم ہو گی۔

نفسِ مسئلہ کا حکم واضح ہو جانے کے بعد اب اس پر وارد ہونے والے سوالات کے جوابات بالترتیب درج ذیل ہیں:

(1) قرآن کریم میں اللہ پاک نے اپنی مخلوقات میں سے مختلف چیزوں مثلاً: زمین، آسمان، دن، رات، سورج، چاند، شہر مکہ، طور پہاڑ، انجیر اور زیتون وغیرہ کی جو قسم ارشاد فرمائی ہے، تو علمائے کرام رحمہم اللہ السلام نے اس کے مختلف جوابات ارشاد فرمائے ہیں، ان میں سے دو درج ذیل ہیں:

(الف) مخلوقات میں سے بعض چیزوں کی قسم ارشاد فرمانا اللہ پاک کے ساتھ خاص ہے، اس نے اپنے بندوں پر بعض چیزوں کا شرف ظاہر کرنے کے لیے ان کی قسم ارشاد فرمائی ہے اور وہ خالق و مالکِ حقیقی ہے، سب کچھ اس کے قبضہ قدرت میں ہے، جو چاہے کرے، جسے چاہے عزت دے، جسے چاہے ذلت دے، سب اسی کے اختیار میں ہے، جبکہ ہمیں نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح قسم کھانے سے واضح طور پر منع فرمادیا ہے، لہذا اس ممانعت کے بعد ہمارے پاس کوئی جواز باقی نہیں رہا کہ حکمِ قرآنی کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت بھی حقیقت میں اللہ ہی کی اطاعت ہے۔

(ب) قرآنِ کریم میں جہاں بعض چیزوں کے ساتھ قسم کا ذکر کیا گیا ہے، تو وہاں بھی حقیقت میں ان چیزوں کی قسم نہیں، بلکہ رب تعالیٰ ہی کی قسم ہے اور وہ یوں کہ ان کے شروع میں لفظِ "رَبّ" محذوف ہے (یعنی لفظوں میں اگرچہ نہیں، لیکن حقیقت میں موجود ہے۔) مثلاً: ﴿وَالشَّمْسِ﴾ حقیقت میں یہاں ﴿وَرَبِّ الشَّمْسِ﴾ یعنی سورج کے رب کی قسم ہے۔ اور ﴿وَالْقَمَرِ﴾ حقیقت میں یہاں ﴿وَ رَبِّ الْقَمَرِ﴾ یعنی چاند کے رب کی قسم ہے۔ اور ﴿وَالنَّهَارِ﴾ حقیقت میں یہاں ﴿وَ رَبِّ النَّهَارِ﴾ یعنی دن کے رب کی قسم ہے۔ یونہی قرآنِ کریم کے دیگر مقامات مثلاً ﴿وَالطُّوْرِ﴾ تو حقیقت میں یہاں ﴿وَ رَبِّ الطُّوْرِ﴾ یعنی طور کے رب کی قسم ہے۔ اور ﴿وَ التِّیْنِ وَ الزَّیْتُوْنِ﴾ حقیقت میں ﴿وَرَبِّ التِّیْنِ وَرَبِّ الزَّیْتُوْنِ﴾ یعنی انجیر کے رب کی اور زیتون کے رب کی قسم ہے۔ لہذا اس اعتبار سے یہاں غیر خدا کی قسم کا والا اعتراض ہی وارد نہیں ہو گا۔

(2) اگر کوئی شخص اپنی بیوی کی طلاق کو کسی کام پر معلق کرتا ہے، مثلاً یوں کہتا ہے کہ "اگر میں نے فلاں کام کیا، تو میری بیوی کو طلاق ہے یا بیوی سے کہا: تو نے فلاں کام کیا، تو تجھے طلاق ہے"، تو فقہاء کی اصطلاح میں اسے بھی قسم ہی کہا جاتا ہے، لیکن یاد رہے کہ یہ حقیقی قسم نہیں، یہی وجہ ہے کہ اس میں الفاظِ قسم کا کوئی تذکرہ نہیں ہوتا۔ فقہاء اسے قسم اس لیے شمار کرتے ہیں، کہ اس میں قسم والا معنی پایا جاتا ہے اور وہ کوئی کام کرنے کی قسم کھانے کی صورت میں، اسے کرنے پر ابھارنا اور کام نہ کرنے کی قسم کھانے کی صورت میں، اس سے رکنا ہے، یعنی جس طرح بندہ کسی کام پر حقیقی قسم (اللہ پاک کے نام و صفات کی قسم) کھانے کے بعد، قسم ٹوٹنے اور کفارہ لازم

ہونے کے خوف سے اسے پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے، یونہی بیوی کی طلاق کو کسی کام پر معلق کرنے کے بعد، طلاق واقع ہو جانے کے خوف سے اس کام کو پورا کرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے، بلکہ فی زمانہ تو لوگ اللہ پاک کی قسم ٹوٹنے اور اس پر کفارہ لازم ہونے سے بھی زیادہ بیوی کو طلاق واقع ہو جانے سے ڈرتے ہیں، تو اس مناسبت کی وجہ سے فقہاء اسے بھی قسم سے تعبیر کرتے ہیں۔ نیز اس میں محلوف بہ (طلاق) کی تعظیم کا کوئی پہلو بھی نہیں، بلکہ فقط کسی کام کو کرنے پر ابھارنا یا اس سے رکنا مقصود ہوتا ہے۔ لہذا اس پر غیر خدا کی قسم کی ممانعت والا حکم بھی عائد نہیں ہو گا۔

غیر خدا کی قسم ناجائز ہونے کے جزئیات:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے والد کی قسم کھانے سے منع کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:"ان اللہ ینھاکم ان تحلفوا بآبائکم،من کان حالفا فلیحلف باللہ او لیصمت "ترجمہ: بے شک اللہ پاک تمہیں اپنے باپ کی قسم کھانے سے منع فرماتا ہے، جو شخص قسم کھائے، تو وہ اللہ کی قسم کھائے یا چُپ رہے۔

(الصحیح لبخاری، کتاب الایمان، باب لا تحلفوا بآبائکم، ج2، ص983، مطبوعہ کراچی)

اس ممانعت کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ اپنا عمل بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:"فواللہ ما حلفت بھا منذ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نھی عنھا ذاکرا ولا آثرا"ترجمہ: اللہ کی قسم !جب سے میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح قسم کھانے کی ممانعت سنی ہے، تب سے میں نے نہ اپنی طرف سے اور نہ ہی کسی دوسرے سے نقل کرتے ہوئے اس طرح کی قسم کھائی ہے۔ (الصحیح لبخاری، کتاب الایمان، باب لا تحلفوا بآبائکم، ج2، ص983، مطبوعہ کراچی)

اللہ پاک کے نام اور صفات کے علاوہ کسی اور ذات، عبادت یا مقام کی قسم کھانے کی ممانعت اور ایسی قسم کا حکم بیان کرتے ہوئے علامہ ابو بکر کاسانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:"اما الیمین بغیر اللہ ۔۔وھوالیمین بالآباء والابناء والانبیاء والملائکۃ صلوات اللہ علیھم والصوم والصلاۃ وسائر الشرائع والکعبۃ والحرم وزمزم والقبر والمنبر ونحو ذلک، ولا یجوز الحلف بشیء من ذلک لماذکرنا۔۔ولو حلف بذلک لا یعتد بہ ولا حکم لہ اصلا"ترجمہ: بہر حال غیر اللہ کی قسم کھانا: اور وہ باپ، بیٹوں، انبیاء اور فرشتوں (علیہم الصلوٰۃ والسلام)، روزے، نماز اور دیگر دینی احکام، کعبہ، حرم، زمزم، قبر، منبر اور اس کی مثل دیگر اشیاء کی قسم کھانا ہے اور ان میں سے کسی بھی چیز کی قسم کھانا، جائز نہیں، اس وجہ سے جو ہم نے ذکر کر دیا اور اگر اس طرح کسی نے قسم کھا بھی لی، تو وہ قسم کھانے والا شمار نہیں ہو گا اور اس قسم کا اصلاً کوئی حکم (کفارہ) نہیں ہو گا۔

(بدائع الصنائع، ج3، ص21، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ)

غیر خدا کی قسم ناجائز ہونے کی حکمت بیان کرتے ہوئے علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:"والحکمۃ فی النھی عن الحلف بالآباء انہ یقتضی تعظیم المحلوف بہ وحقیقۃ العظمۃ مختصۃ باللہ جلت عظمتہ،فلا یضاھی بہ غیرہ،وھکذا حکم غیر الآباء من سائر الاشیاء"ترجمہ: اور باپ کی قسم کھانے سے منع کرنے میں حکمت یہ ہے کہ بے شک قسم محلوف بہ (جس کی قسم کھائی جائے، اس) کی تعظیم کا تقاضا کرتی ہے اور حقیقی عظمت اللہ پاک کے ساتھ خاص ہے، جس کی شان بلند و بالا

ہے، پس کوئی اور اس کے مشابہ نہیں اور یہی حکم باپ کے علاوہ دیگر اشیاء کی قسم کھانے کا بھی ہے۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، ج23، ص175، مطبوعہ دار احیاء التراث، بیروت)

اسی حکمت کو بیان کرتے ہوئے علامہ ابو بکر کاسانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:"لان ھذا النوع من الحلف لتعظیم المحلوف وھذا النوع من التعظیم لا یستحقہ الا اللہ تعالی"ترجمہ: کیونکہ قسم کی یہ صورت محلوف (جس کی قسم کھائی جائے، اس) کی تعظیم کے لیے ہوتی ہے اور اس طرح کی تعظیم کی حق دار اللہ پاک ہی کی ذات ہے۔

(بدائع الصنائع، ج3، ص8، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ)

قرآنِ کریم میں بعض مخلوقات کی جو قسم ارشاد فرمائی گئی ہے، اس کے بارے میں علماء کے ارشادات:

پانچویں صدی کے مفسّر علامہ ابو الحسن علی بن فضّال رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:"والنجم وما جری مجراہ من الاقسام التی اقسم اللہ بھا، فقیل: تفضیلاً لھا وتنویھاً بھا، وقیل: بل المقسم بہ محذوف، ورب النجم ورب الطور ورب التین والزیتون وما اشبہ ذلک"ترجمہ: (قرآنِ کریم میں) تارے کی قسم اور اس طرح کی دیگر قسمیں جو اللہ پاک نے ارشاد فرمائی ہیں، تو ان کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ یہ ان چیزوں کی فضیلت اور شرف ظاہر کرنے کے لیے ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ یہاں مقسم بہ (جس کی قسم کھائی جا رہی ہے، وہ) محذوف ہے، (حقیقت میں) تارے کے رب کی قسم، طور کے رب کی قسم، انجیر اور زیتون کے رب کی قسم ہے۔ اور جو ان کی مثل قسمیں ہیں (وہاں پر بھی ایسے ہی ہے۔)

(النکت فی القرآن الکریم، ص468، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:"واما قسم اللہ تعالی بمخلوقاتہ نحو: والصافات، والطور، والسماء والطارق، والتین والزیتون، والعادیات، فللہ ان یقسم بما شاء من خلقہ تنبیھا علی شرفہ، اوالتقدیر: ورب الطور وقال ابو عمر: لا ینبغي لاحد ان یحلف بغیر اللہ لا بھذہ الاقسام ولا بغیرھا، لاجماع العلماء علی ان من وجب لہ یمین علی آخر في حق، فلہ ان یحلف لہ الا باللہ"ترجمہ: اور بہر حال اللہ پاک کا اپنی مخلوقات کی قسم ارشاد فرمانا، جیسا کہ (قرآنِ پاک میں ہے)"ان کی قسم جو صف باندھے ہوئے ہیں، طور کی قسم، آسمان کی اور رات کو آنے والے کی قسم، انجیر کی قسم اور زیتون کی، ان گھوڑوں کی قسم جو ہانپتے ہوئے دوڑتے ہیں"تو اللہ پاک کے پاس اختیار ہے کہ وہ اپنی مخلوق میں سے جس کی چاہے قسم ارشاد فرمائے اس کے شرف پر تنبیہ کرتے ہوئے۔ یا (لفظِ ربّ کو) مقدّر ماننے کے ساتھ (حقیقت میں)"وربّ الطور"طور کے رب کی قسم ہے۔ ابو عمر نے کہا کہ (مخلوق میں سے) کسی کے لیے مناسب نہیں کہ وہ اس طرح اور اس کے علاوہ دیگر الفاظ کے ساتھ غیر اللہ کی قسم کھائے، کیونکہ علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ جس شخص کا کسی دوسرے کے لیے کسی حق کے معاملہ میں قسم کھانا ضروری ہو، تو وہ اللہ ہی کی قسم کھائے۔ (عمدۃ القاری، ج23، ص175، مطبوعہ دار احیاء التراث، بیروت)

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:"واما اقسامہ تعالی بغیرہ، کالضحی والنجم واللیل، فقالوا: انہ مختص بہ تعالی، اذ لہ ان یعظم ما شاء ولیس لنا ذلک بعد نھینا"ترجمہ: بہر حال اللہ پاک کا اپنے علاوہ کی قسم ارشاد

فرمانا، جیسا کہ (قرآنِ پاک میں ہے) "چڑھتے دن کے وقت کی قسم، تارے کی قسم اور رات کی قسم" تو علماء نے فرمایا: یہ اللہ پاک کے ساتھ خاص ہے، کیونکہ اس کے پاس اختیار ہے، وہ جسے چاہے عزت بخشے اور ہمیں منع کر دینے کے بعد ہمارے پاس کوئی اختیار باقی نہیں۔ **(ردالمحتار، ج3، ص705، مطبوعہ دار الفکر، بیروت)**

بیوی کی طلاق کو کسی کام پر معلق کیا جائے، تو اسے قسم کہنے کی تفصیل:

تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق مع حاشیہ شلبی میں ہے: بین القوسین ماخوذا من حاشیۃ الشلبی: "والیمین بغیر اللہ تعالی (نحو قولک ان دخلت الدار فانت طالق) ایضا مشروع وھو تعلیق الجزاء بالشرط وھو لیس بیمین وضعا وانما سمی یمینا عند الفقھاء، لحصول معنی الیمین باللہ وھو الحمل او المنع ۔۔ والیمین بغیرہ مکروھۃ عند البعض، للنھی الوارد فیہ وعند عامتھم لا یکرہ، لانہ یحصل بھا الوثیقۃ لا سیما فی زماننا (ای فان احدا لا یصدق ولا یؤتمن علیہ فی الیمین باللہ تعالی، لقلۃ مبالاۃ ظھرت فی الناس، فتمس الحاجۃ الی الوثیقۃ بالطلاق وغیرہ وقد روی عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص انہ حلف بالطلاق عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم، فلم ینکر علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولو کان مکروھا، لانکر علیہ) وما روی من النھی محمول علی الحلف بغیر اللہ لا علی وجہ الوثیقۃ، کقولھم: بابیک ولعمرک ونحوہ" ترجمہ: اور غیر خدا کی قسم کھانا (مثلاً شوہر کا اپنی بیوی کو یوں کہنا کہ اگر تو گھر میں داخل ہوئی، تو تجھے طلاق ہے) بھی مشروع ہے اور وہ جزاء کو شرط کے ساتھ معلق کرنا ہے اور یہ وضعی (بنیادی) طور پر قسم نہیں، اسے فقہاء کے نزدیک قسم کا نام اس لیے دیا گیا ہے، کیونکہ اس سے بھی اللہ پاک کی قسم کھانے والا معنی حاصل ہو جاتا ہے اور وہ کسی کام کو کرنے پر ابھارنا یا اس سے رُکنا ہے اور بعض علماء کے نزدیک (اس طرح) غیر خدا کی قسم کھانا مکروہ ہے، کیونکہ اس معاملہ میں ممانعت وارد ہوئی ہے اور اکثر علماء کے نزدیک یہ مکروہ نہیں، کیونکہ اس کے ذریعہ اعتماد حاصل ہو جاتا ہے، بالخصوص ہمارے زمانے میں (کیونکہ لوگوں میں لاپرواہی ظاہر ہو جانے کی وجہ سے بعض اوقات اللہ پاک کی قسم کھانے کے باوجود کسی شخص کی بات نہیں مانی جاتی اور نہ ہی اس پر اعتماد کیا جاتا ہے، پس طلاق وغیرہ کے ذریعہ اعتماد حاصل کرنے کی حاجت پیش آتی ہے، اور حضرتِ عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالی عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس طلاق کی قسم کھائی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر انکار نہیں کیا، اگر یہ قسم بھی مکروہ ہوتی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر ضرور انکار فرماتے) اور جو ممانعت وارد ہوئی ہے، تو وہ اعتماد والی صورت سے ہٹ کر غیر خدا کی قسم کھانے پر محمول ہے، جیسا کہ اہلِ عرب کا قول ہے: تیرے باپ کی قسم، تیری عمر کی قسم وغیرہ۔

(تبیین الحقائق مع حاشیہ شلبی، ج3، ص107، مطبوعہ ملتان)

اور علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ مزید وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: "وحاصلہ: ان الیمین بغیرہ تعالی تارۃ یحصل بھا الوثیقۃ: ای اتثاق الخصم بصدق الحالف، کالتعلیق بالطلاق والعتاق مما لیس فیہ حرف القسم، وتارۃ لا یحصل مثل: وابیک ولعمری، فانہ لا یلزمہ بالحنث فیہ شیء، فلا تحصل بہ الوثیقۃ، بخلاف التعلیق المذکور والحدیث وھو قولہ صلی اللہ علیہ وسلم: من کان حالفا فلیحلف باللہ تعالی ۔۔ الخ محمول عند الاکثرین علی غیر

التعلیق،فانه یکره اتفاقا،لما فیه من مشارکة المقسم به لله تعالی فی التعظیم۔۔ وانما کانت الوثیقة فیه اکثر من الحلف بالله تعالی فی زماننا،لقلة المبالاة بالحنث ولزوم الکفارة اما التعلیق فیمتنع الحالف فیه من الحنث خوفا من وقوع الطلاق والعتاق وفی المعراج: فلو حلف به لا علی وجه الوثیقة او علی الماضی یکره" ترجمہ: اور حاصلِ کلام یہ ہے کہ بعض اوقات غیر خدا کی قسم کے ذریعہ اعتماد حاصل ہوتا ہے، یعنی قسم کھانے والے کی سچائی کا مدِ مقابل کو یقین دلانا ہوتا ہے، جیسا کہ بیوی کی طلاق یا غلام کی آزادی کو (کسی کام پر) معلق کرنے کی صورت میں ہوتا ہے، ایسے الفاظ استعمال کر کے کہ جن میں حرفِ قسم نہ ہو اور بعض اوقات اعتماد حاصل نہیں ہوتا، جیسے (یوں کہا جائے کہ) تیرے باپ کی قسم اور میری عمر کی قسم، کہ ایسی صورت میں قسم ٹوٹنے کی وجہ سے کچھ بھی لازم نہیں ہوگا، پس اس سے اعتماد بھی حاصل نہیں ہوگا، برخلاف طلاق کو معلق کرنے کی صورت میں۔ اور حدیثِ پاک (اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے: جو قسم کھائے، تو وہ اللہ پاک ہی کی قسم کھائے) اکثر علماء کے نزدیک تعلیق (طلاق وغیرہ کو معلق کرنے) کے علاوہ پر محمول ہے کہ طلاق وغیرہ کو معلق کرنے کے علاوہ قسم کھانا بالاتفاق مکروہ ہے، کیونکہ اس صورت میں مُقسَم بہ (جس کی قسم کھائی جائے) کے تعظیم میں اللہ پاک کے شریک ہونے کا شبہ پایا جاتا ہے اور ہمارے زمانے میں اللہ پاک کی قسم کھانے سے بھی زیادہ طلاق کو معلق کرنے کی صورت میں اعتماد حاصل ہوتا ہے کہ اللہ پاک کی قسم کھانے کی صورت میں قسم ٹوٹنے اور اس پر کفارہ لازم ہونے میں لوگ لاپرواہی برتتے ہیں، بہر حال طلاق کو معلق کرنے کی صورت میں قسم کھانے والا قسم ٹوٹ جانے کے سبب طلاق واقع ہونے اور غلام آزاد ہو جانے کے خوف سے اس کام سے باز رہتا ہے۔ اور معراج الدرایہ میں ہے: اگر غیر خدا کی قسم اعتماد والی صورت سے ہٹ کر یا گزشتہ کسی معاملہ پر کھائی، تو یہ مکروہ ہے۔

(ردالمحتار، ج3، ص705، مطبوعہ دار الفکر، بیروت)

طلاق کو کسی کام پر معلق کرنے کی صورت میں محلوف بہ (طلاق) کی تعظیم کا کوئی پہلو نہیں ہوتا، اس کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: "واما التعلیق فلیس فیه تعظیم، بل فیه الحمل او المنع مع حصول الوثیقة، فلا یکره اتفاقا کما هو ظاهر ما ذکرناه" بہر حال طلاق وغیرہ کو معلق کرنا، تو اس میں تعظیم والا معاملہ نہیں، بلکہ اس میں اعتماد حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ فقط کسی کام پر ابھارنا یا اس سے رکنا ہوتا ہے، لہذا یہ بالاتفاق مکروہ نہیں، جیسا کہ ہماری ذکر کردہ تفصیل کا ظاہر یہی ہے۔ (ردالمحتار، ج3، ص705، مطبوعہ دار الفکر، بیروت)

واللہ اعلم عزوجل **ورسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــہ

مفتی محمد قاسم عطاری

04 جمادی الاولی 1443ھ 09 دسمبر 2021ء

نوٹ: دار الافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net کے ذریعے کی جاسکتی ہے